امیر عزیمت

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ





معاون: حافظ احمد فرحان سعیدی

مدیر: مفتی محمد سیف اللہ باروی

پیشکش

ادارہ ضیاء مدینہ

 0345 6419442  /BarviIslamicInfo

فہرست مضامین

امیر عزیمت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سفر زندگی

سن پیدائش:

امیر عزیمت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 3 ربیع الاول، 1386ھ بمطابق 22 جون، 1966ء کو صوبہ پنجاب کے ضلع اٹک کی تحصیل پنڈی گھیب کے گاؤں "نکہ کلاں" میں حاجی لعل خان اعوان کے ہاں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت:

امیر عزیمت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی تعلیم میں چوتھی کلاس تک اپنے گاؤں نکا کلاں کے اسکول سے حاصل کی۔ اس کے بعد دینی تعلیم کے لیے ضلع جہلم چلے گئے اس وقت ان کی عمر بمشکل آٹھ سال ہی تھی اور یہ 1974 کی بات ہے۔ جب امیر عزیمت علامہ خادم حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکیلے

جہلم پہنچے تو اس وقت تحریک ختم نبوت اپنے عروج پر تھی اور اس کی وجہ سے جلسے جلوس اور پکڑ دھکڑ کا عمل چل رہا تھا۔ جہلم میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گاؤں کے استاد حافظ غلام محمد صاحب موجود تھے جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جامعہ غوثیہ اشاعت العلوم عید گاہ لے گئے۔ یہ مدرسہ قاضی غلام محمود صاحب کا تھا جو سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید خاص تھے۔ وہ خود خطیب و امام تھے اس لیے مدرسہ کے منتظم ان کے بیٹے قاضی حبیب الرحمن تھے۔ مدرسہ میں حفظ قرآن مجید کے لیے استاد قاری غلام یسین صاحب تھے جن کا تعلق ضلع گجرات سے تھا اور وہ آنکھوں کی بینائی سے محروم تھے۔ امیر عزیمت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن مجید کے ابتدائی بارہ سپارے جامع غوثیہ اشاعت العلوم میں حفظ کیے اور اس سے آگے کے اٹھارہ سپارے مشین محلہ نمبر 1: کے دار العلوم میں حفظ کیے۔ اس کی وجہ کچھ یوں بنی کہ مدرسہ میں موجود نکا کلاں کے ایک طالب علم گل محمد نے کسی بات پر باورچی

کو مارا تھا اور باورچی کو اچھی خاصی چوٹیں آئیں۔ اس وجہ سے گل محمد کو مدرسہ سے نکال دیا گیا جس کی وجہ سے نکا کلاں کے استاد حافظ غلام محمد نے اپنے لائے تمام طلبہ جن کی تعداد اکیس تھی نکال کر مشین محلہ نمبر 1 : پر واقع دار العلوم میں داخلہ دلا دیا جن میں امیر عزیمت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قرآن پاک حفظ کرنے میں چار سال کا عرصہ لگا۔ جب آپ کی عمر بارہ برس ہوئی تو دینیہ ضلع گجرات چلے گئے اور وہاں دو سال قرأت کی تعلیم حاصل کی۔

قرأت کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1980ء میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے لاہور چلے گئے۔ وہاں آپ نے شہرہ آفاق دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ لاہور میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔

لاہور مدرسہ جامعہ نظامیہ میں آٹھ سال کے عرصہ میں درس نظامی اور احادیث کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1988ء میں

فارغ التحصیل ہو گئے ،یعنی 1988ء میں دورۂ حدیث مکمل ہوا اور دستارِ فضیلت عطا کی گئی۔

اساتذۂ کرام:

(1):مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ترمذی شریف)

(2):مفتی محمد عبداللطیف نقشبندی(مسلم شریف،ابو دائود شریف)

(3):علامہ محمد رشید نقشبندی(کنزالد قائق،قصیدہ بردہ شریف)

(4):علامہ عبدا لحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (بخاری شریف)

(5):علامہ حافظ عبدالستار سعیدی زید شرفہ

(6):علامہ محمد صدیق ہزاروی زید شرفہ

(7):قاری غلام یسین صاحب۔

سرکاری ملازمت وبرطرفی:

امیر عزیمت علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1990ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ میں "علمِ صرف"کا درس

دیناشروع فرمایا۔ 1993ء میں محکمۂ اوقاف لاہور کی طرف سے دربار سائیں کانواں والے، گجرات میں خطابت وامامت کے لیے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تقرر ہوا۔ بعد ازاں دربار حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد میں تبادلہ ہوا۔ وہاں حکومتی پالیسیوں پر تنقید کی وجہ سے چار ماہ کے لیے معطل کر دیے گئے۔ اس کے بعد بحال ہو کر پیر مکی صاحب لاہور کی مسجد میں فرائض انجام دینے لگے۔ اسی دوران آمر حکمران پرویز مشرف کے دور میں مشرف کی اسلام دشمن پالیسیوں کے نتیجے میں شروع ہونے والی نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحریک میں آپ نے بھرپور شرکت فرمائی اور 2006 میں اسیری بھی کاٹی۔ پیر مکی مسجد میں بطور خطیب اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حکومت کی اسلام پالیسیوں پہ کھلے عام تنقید کیا کرتے تھے۔ جب غازی ملک ممتاز حسین قادری نے گستاخ رسول ملعون سلمان تاثیر کو واصل جہنم کیا تو امیر عزیمت علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد سے

سرکاری پلیٹ فارم سے کھل کر غازی صاحب کے اس اقدام کی حمایت کی اور خراج تحسین پیش کیا جس کے نتیجہ میں محکمہ اوقاف نے انہیں ملازمت سے برطرف کر دیا۔ بعد ازاں محکمہ اوقاف حکومتی پالیسیوں پہ تنقید ترک کر دینے کی صورت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ملازمت کی بحالی کی یقین دہانی کروائی مگر آپ نے ایسی ملازمت کو ٹھکرا دیا جس میں حق بیان کرنے کی ممانعت ہو۔

معمولات ووظائف:

میرے فاضل پیر بھائی علامہ طاہر عزیز باروی زید شرفہ (ناروے) انہوں نے جو باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنکھوں دیکھے اور کانوں سنے احوال اپنی قلم سے تحریر فرمائے ہیں ان میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں:

چنانچہ لکھتے ہیں: ان کے حالات زندگی کے مطالعہ اور مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچپن سے علم و عمل کی دنیا کے شناسا تھے اور یہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، صبح سورۃ یاسین اور شام کے وظائف کے

بارے خود فرماتے کہ ابتدا سے ہی میرے ذہن میں اللہ کی طرف سے یہ بات پیدا ہو گئی کہ میں نے روز سونے سے قبل سورۃ محمد کی تلاوت کرنی ہے۔ اور یہ انکا زندگی بھر معمول رہا، اس کے علاوہ تسبیح فاطمہ (سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، (بخاری6318) کے مستقل عامل تھے۔

فرماتے کہ جب سے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بارے پڑھا کہ انہوں نے زندگی بھر میں صرف ایک دن یہ تسبیح قضا فرمائی اس کے علاوہ کبھی بھی انہوں نے اس کا ناغہ نہیں کیا تو میں ان کی سنت میں تب سے اس پر عمل پیرا ہوں اور یہ کبھی قضا نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں وہ مستقلا دلائل الخیرات شریف اور حزب البحر کے قاری اور عامل تھے اور کبھی کوئی شاگرد یا عقیدت مند کوئی وظیفہ پوچھتا تو یہی چند چیزیں ارشاد فرماتے، فخر القراء جناب قاری عامر خان (ناروے) کو 2004ء میں اپنے دستخط اور اجازت سے دلائل

الخیرات ایک جاننے والے کے ہاتھ ڈنمارک بھجوائی اور اس کے پڑھنے کی تاکید کی۔

لباس مبارک:

مزاج میں نفاست تھی اسی لیے ہمیشہ صاف ستھرا اور اصل کاٹن کا بغیر مایہ لگا کپڑا شلوار قمیص کے طور پر استعمال کرتے اور شنید یہ ہے کہ یہ کپڑا انہیں بطور خاص ان کے مرشد گرامی بھجوایا کرتے۔ اس کے علاوہ نسواری گاڑھے رنگ کی پگڑی، اسی رنگ کی ٹوپی اور ایک رنگدار چادر (لنگی) انکے کندھے پر موجود رہتی جو انکی دیکھا دیکھی بہت عام ہوئی اور کئی دکاندار ان سے منسوب کرکے وہ چادر بیچنے لگے کہ یہی وہ چادر ہے جو وہ استعمال کرتے ہیں مگر جس شان اور خوبصورتی کے ساتھ چادر انکے کندھے پر دیکھی وہ کہیں اور نظر نہ آئی۔

چلنے کا انداز:

چلنے میں وہ بہت تیز رفتار تھے اور چلتے ہوئے چادر کا ایک کونا عموما بائیں ہاتھ سے منہ اور ناک پر رکھتے یا کبھی کبھار دانتوں میں دبایا ہوتا کہ تیز چلنے میں اس کے گرنے کا خدشہ نہ ہو۔ چلنے کا خاص یہ انداز ہوتا کہ جیسے وہ کسی اونچائی سے نشیب کی طرف آرہے ہوں فرماتے کہ یہی انداز سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے ثابت ہے اور میں نے مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازی کے علاوہ اس طرح فطرتی طور پر کسی کو چلتے نہیں دیکھا۔

مومنانہ فراست:

اللہ کریم نے انہیں فراست مومنانہ بھی عطا فرمائی تھی اور وہ اس سے مردم شناسی کا کام لیتے اسی سبب جو بندہ ان کے دل میں جگہ بنا لیتا اس سے محبت کا بھرپور اظہار فرماتے انہیں مجاہد ملت سے بہت انس تھا اور وہ اپنی زندگی میں ان سے بہت متاثر بھی تھے فرماتے میرا زمانہ طالب علمی تھا تو علامہ نیازی جامعہ تشریف لائے تو میں اس

انتظار میں تھا کہ کسی طرح موقع ملے تو میں ان سے ''آٹو گراف''
لوں ہجوم کافی تھا وہ گیٹ پر پہنچے تو میں نے قبلہ مفتی اعظم پاکستان سے
عرض کیا کہ میں نے ان سے کچھ لکھوانا ہے مفتی صاحب نے مجھے پکڑ
کر آگے کر دیا اور نیازی صاحب سے کہا یہ بچہ کچھ کہنا چاہتا ہے یہ سنتے
ہی فورا میں نے اپنی ڈائری آگے کر دی اور کہا کہ کچھ نصیحت فرمائیں۔

بڑی زور دار آواز میں کہا پہلے کہاں تھے ؟ میں نے بتایا کہ
آپ مصروف تھے میں کافی دیر سے یہاں بیٹھے آپکا انتظار کر رہا تھا یہ
سن کر انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ''علمے کہ رہ بحق ننماید جہالت
است''

نیازی صاحب سے انکی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جب ان کا
انتقال (2001ء) ہوا تو جامعہ سے ایک بڑی بس پر پورا قافلہ گیا (اس
پر میں ایک مکمل مضمون لکھ چکا ہوں) تو استاذ گرامی بھی ساتھ تھے
وہاں جنازے کے بعد نیازی صاحب کے ان کی طرح بلکہ ستون نما
بھانجوں نے جنازے کو گھیر لیا اور کہا بس دور سے زیارت کرو اور جاؤ

مگر استاذ گرامی اس دھکم پیل میں آگے گئے اور ان کا ماتھا چوما اور فرمایا۔

"من سرہ ان ینظر الیٰ رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی ھذا الرجل"

سادگی اور نفاست:

استاذ گرامی کی طبیعت میں نفاست و نزاکت کے باوصف سادگی کا عنصر غالب تھا اور کھانے پینے میں وہ بہت سادہ مزاج کے مالک تھے کئی بار کلاس سے فارغ ہوتے تو فرماتے "جا بھائی منڈے آ لنگر لے آ" اور وہ لنگر جامعہ کا طلباء کیلئے پکا ہوا سادہ سا کھانا ہوتا وہی کھاتے اور اگر دال ہوتی تو پھر ہری مرچ اور بازار سے سادہ دہی منگواتے اور وہ ساتھ کھاتے۔ ایک بار مجھے بھیجا کہ جاؤ دہی پکڑ لاؤ میں دہی لینے گیا تو نیسلے کا دہی لایا فرمایا "اوئیں جھلے آملک کولوں کھٹا دہی لے آ"۔ یعنی ملک سے کھٹا دہی لے آ، میں وہ لایا تو وہ کھایا اور ساتھ فرمایا جب دال کھاؤ تو یہ کھالیا کرو لاہور میں موسم شدید گرم ہوتا ہے اور اس موسم میں دال طبیعت کے موافق نہیں رہتی، دہی کھالیا کرو تو

اس کی تاثیر مناسب ہو جاتی ہے اور اگر اس میں پودینے اور سبز دھنیے کی ملاوٹ ہو جائے تو پھر سالن کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس سب کے باوصف وہ بہت حساس اور انتہائی نفیس طبیعت کے مالک تھے کبھی ان کے بال بڑھے نہ دیکھے، نہ کبھی ان کے کپڑے پر کوئی ہلکی سی سلوٹ یا داغ دیکھا۔ کبھی جسم پر خشکی کے آثار تک نہ دکھائی دیئے۔ ان کا دماغ اور جسم ہمیشہ تر و تازہ نظر آیا۔

قوتِ حافظہ:

رب قدیر جل وعلا کی طرف سے انہیں خصوصی طور پر جو قوت حافظہ عطا کی گئی اس کی نظیر کم کم ملتی ہے، قرآن مجید کے بہت پختہ حافظ اور حدیث پاک کا غیر معمولی ذخیرہ ان کے دماغ میں محفوظ تھا، سیرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہزاروں واقعات ان کی نوک زبان پر رہتے، سینکڑوں قصائد اور ہزاروں عربی و فارسی اشعار تو جیسے ایک جست میں پڑھ ڈالیں۔ اس کا ہمیں تجربہ ان سے سبعہ معلقات اور عربی ادب کی دیگر کتب پڑھتے وقت ہوا، بہت کم ایسا ہوا ہو کہ

انہوں نے سبعہ معلقات ،حماسہ اور متنبی کے کسی شعر کی کوئی نظیر کسی صحابی یا کسی پاک طینت بزرگ کے کسی قصیدے سے نہ دی ہو۔ اس کے علاوہ کلام اقبال، کلام رضا اور اکبر الہ آبادی کے کلام کے بھی حافظ تھے۔اور آخر الذکر تین شعراء ان کے پسندیدیدہ شعراء تھے۔ فتاویٰ رضویہ کا خطبہ انکا پسندیدہ خطبہ تھا اور وہ اسے عموما تقاریر میں پڑھ کر سناتے اور خصوصیت بتاتے کہ اعلیٰ حضرت نے جن کتب سے استفادہ کیا انکے اسماء انہوں نے اپنے فتاویٰ کے خطبے میں بحیثیت اوصاف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم استعمال کیے۔اور وہ پڑھتے بھی اپنے مخصوص انداز میں، اور کہا کرتے تھے کہ تم نہیں سمجھے، عربی کوئی یہ خطبہ سنے تو وجد میں آجائے۔

انداز تدریس:

تقریبا تیس سال وہ تدریس سے وابستہ رہے اور ہزاروں علماء کرام کو انہوں نے پڑھایا، ہم نے ان سے مختلف علوم و فنون کی کئی کتابیں پڑھیں جس میں صرف ، نحو، تفسیر و اصول تفسیر، حدیث و

اصول حدیث وغیرہ شامل تھے مگر ہر ایک کتاب کا پڑھانے کا انداز اس فن کے تقاضوں کے مطابق ہوتا، کسی بھی سبق کے ساتھ صرفی نحوی بحث اس کا لازمہ اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا پیغام اس کا تتمہ ہوتا۔

ہم دورہ حدیث تک صیغے بھی سناتے رہے اور تعلیلیں بھی کرتے رہے۔ دورہ حدیث میں شاید ان کا آخری سبق تھا تو اس دن بھی دو صیغے (اراقۃ، فداء) انکی گردانیں تعلیلات سمیت ہم سے سنیں۔

انوکھی وضع ہے، سارے زمانے سے نرالے ہیں

ایک بات جو کبھی بھول نہیں پایا:

ان سے پڑھتے ہوئے ایک بات جو کبھی نہیں بھول پایا، مجھے وہ بالکل آج صبح کے درس کی بات لگتی ہے کہ ہم جلالین شریف سورۃ طہٰ کی آیات:

"قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ قَالَ بَلْ أَلْقُوا "(سورۃ طہ،66،65)

ترجمہ! انہوں (جادو گروں) نے کہا اے موسیٰ! آیا تم پہلے ڈالو گے یا ہم پہلے ڈالنے والے ہو جائیں، موسیٰ نے کہا بلکہ تم پہلے ڈالو۔

پڑھ رہے تھے فرمانے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آنے والے چودہ ہزار جادو گروں کو ایمان کیسے نصیب ہوا ؟ حالانکہ وہ مقابلہ کیلئے آئے تھے، فرمانے لگے اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ ان کا صرف یہ پوچھنا کہ تم پہل کرو گے یا ہم ؟ یہ حسن ادب، اظہار تواضع اور تعظیم نبی ہے اور اسی کی بدولت اللہ کریم نے ان لوگوں کو ایمان کی دولت سے مالا مال فرما دیا، تو اپنے خاص انداز میں فرمایا کہ جھلے او! ایک لمحے کی نبی کی تعظیم اور وہ بھی نبی جان کر نہیں بلکہ ایک عام انسان یا جادو گر سمجھ کر انہوں نے یہ سب کیا اور رب کی بارگاہ میں وہ اتنا مقبول ٹھہرا کہ انہیں دولت ایمان سے مالا مال

کر دیاتو جو اللہ کے نبی کو نبی سمجھ کر تعظیم کرے گا تو اللہ اسے کتنا نوازے گا؟

مونچھوں کی کھینچائی:

جلالین شریف پڑھتے وقت کا ایک اور واقعہ بہت محظوظ کرتا ہے کہ ہمارے فاضل دوست مولانا پروفیسر خالد عمران سیالوی (سرگودہا) عبارت پڑھ رہے تھے ہم نے سارا درس نظامی اکٹھے بیٹھ کے کیاہے، ساتھ ساتھ بیٹھتے اور اس دن ہم یوں بیٹھے تھے کہ انکے بازو کے اندر سے میں نے اپنا بازو باہر نکال کے اپنے ماتھے سے لگایاہوا تھااور بائیں ہاتھ سے میں اپنی مونچھوں کو تاؤ دے رہاتھااور وہ عبارت پڑھ رہے تھے۔ کوئی لفظی غلطی ہوئی تو میں نے اسی انداز میں کہنی ماری کہ لفظ ٹھیک کرو، لفظ ٹھیک نہ ہواتو دوبارہ بلکہ سہ بار وہی حرکت کی، میری توجہ نہ ہوئی کہ استاذ گرامی ہماری طرف دیکھ رہے تھے مجھے دیکھاتو کہنے لگے کیامسئلہ ہے؟

میں نے کہا یہ غلط پڑھ رہا ہے کہنے لگے "تے دس فیر" میں
نے ہاتھ مونچھوں سے نیچے کیا تو کہنے لگے کہ "نا۔نا۔ ہتھ اتھے رکھ تے
فیر دس"، میں نے معذرت کی تو فرمانے لگے معافی ایسے نہیں ملے گی،
مولانا خالد عمران صاحب سے فرمایا اٹھ کالے! دونوں ہاتھوں سے
اس کی مونچھیں کھینچ، یہ ہمیں تاؤ دکھا رہا ہے اور اس کے لفظ بتانے
کے انداز سے تکبر کی بو آئی ہے اس کی طبیعت صاف کر۔ خیر ہماری
مونچھیں کھینچی گئیں۔ آنکھوں سے پانی نکلا ہم نے معذرت کی تو فرمایا
چل اب معافی ہے۔

پسندیدہ مونچھیں:

انہیں ہمارے ہم کلاس مولانا امجد ساجد رضوی (بہاولنگر)
کی مونچھیں پسند تھیں بلکہ ایک مرتبہ اپنے ہاتھوں سے ان کی
مونچھوں کو تاؤ دیا اور فرمانے لگے کہ او مچھو! جب کوئی گستاخ نبی نظر
آئے اناں نوں وٹ کے کھنگھورماریں او اسے کھنگورے نال ای نس
جائے گا۔

ساتھ نم آنکھوں سے ارشاد فرمایا کہ ایک صحابی رسول اپنی لمبی مونچھوں کو گدّی پر گرہ لگاتے تھے ایک دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ارشاد ہوا مونچھیں کب تراشی ہیں؟ عرض کی ابھی تراشی ہیں، رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا اب تبھی تراشنا جب مجھ سے اگلی ملاقات ہو۔

اگلی بار حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم وصال فرما چکے تھے، اس کے بعد پوری زندگی مونچھیں نہیں کاٹیں کوئی اگر کاٹنے کا کہتا تو فرماتے اب میں تبھی مونچھیں تراشوں گا جب اگلی ملاقات ان سے ہو گی (ابن عساکر، ج67، ص294)

حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم پڑھانے کا انداز:

حدیث پاک پڑھانے سے قبل قصیدہ بردہ شریف اور شجرہ طیبہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے لیکر حضرت ابراہیم تک ضرور پڑھتے اور پڑھاتے، اور روزانہ قصیدہ بردہ شریف کا ایک

شعر بمع ترجمہ و تشریح سمجھاتے، ہم نے قصیدہ ان سے یوں ہی پڑھا بھی اور اس کا کافی حصہ یاد بھی کیا، جو شعر پڑھا جاتا اس کی مختصر تشریح فرماتے اور اسی کی تاکید بھی کرتے کہ حدیث پاک شجرہ طیبہ اور قصیدہ بردہ شریف کے بغیر کبھی نہیں پڑھی۔

حدیث مبارکہ کا ادب:

حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے سبق میں محدثین سراپا ادب اور مجسم عجز و انکسار نظر آتے اور یہی طریقہ ہم نے اپنے اساتذہ کا دیکھا اور سیکھا مگر ایک چیز جو ان میں دیگر محدث اساتذہ سے ممتاز تھی کہ حدیث کے دوران طلباء کو بھی کسی قسم کی کوئی منافی ادب سرگرمی کی اجازت نہ تھی یہاں تک کہ جسم پر معمولی سی خارش کرتے بھی کسی کو دیکھتے تو شدید نالاں ہوتے اور بہت زیادہ جلال کا اظہار فرماتے یہاں تک کہ کبھی حدیث پاک کی کوئی کتاب الٹی یا ٹیڑھی مطلب مناسب سمت پر نہ رکھی ہوتی تو اس کا بھی برا مناتے اس لیے ہمارے ہم درس علامہ مفتی محمد سلیمان

نگدروی (مدرس آستانہ عالیہ سیفیہ راوی ریان) نے اپنے ذمہ یہ ڈیوٹی لی تھی کہ استاذ گرامی کے کلاس میں آنے سے قبل تمام کتابوں کو درست سمت اور سیدھا رکھنا ہے تا کہ کسی وجہ سے انکی طبیعت مکدر نہ ہو۔

دوران کلاس فاضل دوست مولانا محمد مستقیم صاحب (سیالکوٹ) مدرس دعوت اسلامی پاکستان نے حدیث پاک کی عبارت شروع کی تو پہلا لفظ ہی ان سے غلط ہو گیا، جبکہ درس و تدریس سے وابستہ افراد اس بات سے واقف ہیں کہ طلباء میں یہ بہت معمولی بات ہوتی ہے، پہلے لفظ پر غلطی سنتے ہی جلال میں آگئے، کلاس کو باہر نکال دیا اور خود بھی سبق نہیں پڑھایا واپس تشریف لے گئے۔ اور بار بار فرماتے کہ تمھیں اندازہ ہی نہیں کہ یہ کوئی عام کتاب نہیں حدیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ہے اور اس میں غلطی یا عدم توجہ تو ناقابل معافی ہے۔ دروازے پر چند طلباء اکٹھے ہو کر گئے اور معافی مانگی تب معاف بھی کیا اور کثیر رقم سے سب طلباء کو نوازا۔

طلباء پر شفقت کا انداز:

ہم مشکوۃ شریف پڑھتے تھے تو ان دنوں ان کی کتاب تعلیلات خادمیہ زیر طبع تھی تو مجھے اس کتاب کی فوٹو کاپی کروانے کیلئے بھیجا، کتاب کے صفحات زیادہ ہونے کی وجہ سے وہاں ٹائم بھی کافی لگ گیا اور جب واپس آیا تو سبق ختم ہو چکا تھا اور استاذ صاحب جا چکے تھے، عصر کی نماز کے بعد جامعہ میں چھٹی ہوتی ہے تو مجھے فون پر فرمایا اردو بازار والے گول چکر تک آجاؤ اور مشکوۃ شریف بھی ساتھ لے آؤ۔ میں ان کی فوٹو کاپی اور مشکوۃ شریف لے کر پہنچ گیا تو اس دن حرمت شراب پر کچھ احادیث پڑھائی تھیں تو مجھے وہ سارا سبق وہیں گاڑی میں پڑھایا اور شراب کی حرمت اور اس کی پچیس کے قریب موجود اقسام پر مشتمل اپنے ہاتھوں سے تیار کردہ ایک پیپر دیا اور ساتھ فرمایا یہ کوئی عام پیپر نہیں، یہ جب ہم نے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کے پاس یہی حدیث پڑھی تھی تو انہوں نے

لکھوائی تھیں آج میں نے وہ اپنا پیپر تمہیں دے دیا ہے۔(زہے نصیب)

وہ حدیث مبارکہ جسے پڑھاتے ہوئے روتے رہے:

اسی طرح احادیث کی تشریح میں تو وہ بعض اوقات ایسے ایسے علمی ، فکری،روحانی اور عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم میں ڈوبے ہوئے نکات بیان کرتے کہ انسان اش اش کر اٹھتا وہ منظر کبھی ہماری یادداشتوں سے محو نہیں ہو سکتا کہ جس دن رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے وصال والی حدیث پڑھائی عالم یہ کہ لگتا تھا آج جگر پھٹ جائیں گے اور ایک بات کرتے کرتے انہیں شاید دس منٹ سے زیادہ لگ گئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے وصال کے بعد تین سو سال تک زمین پر کوئی بندہ مسکرا نہیں سکا اور چادر منہ پر رکھ کر ہمارے استاذ بلک بلک کر روئے وہاں سے اندازہ ہوا بوقت وصال رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم صحابہ کرام کی کیا حالت ہو گی۔

بقول اعظم چشتی مرحوم:

اجے توں میرا محبوب نئیں ڈِٹھّا
جِنوں ویکھ کے چن شرماوے
بجلی،ڈر، دی لشک نہ مارے
متے۔بے ادبی۔ہو۔جاوے

(استاذ گرامی کی حدیث کی تقریبا گفتگو نباض قوم الحاج ابو داؤد محمد صادق رضوی کے مرید جناب شیخ اظہر صاحب کے پاس ریکارڈ ہے استاذ گرامی پڑھاتے اور یہ ریکارڈ کرتے ، اور اللہ کریم انہیں جزاء خیر عطا فرمائے انہوں نے بہت خدمت کی ہمارے استاذ گرامی کی اور ہمیشہ ان کے ساتھ کھڑے نظر آئے۔)

جب تک اکابر قائدین موجود تھے یایوں کہیے کہ جب تک ملی وسیاسی قیادت کا بوجھ آپ کے کندھوں پر نہیں آن پڑا تب تک وہ مسلسل مسند تدریس کی زینت رہے اور معقولات و منقولات کی کون

سی ایسی کتاب تھی جو انہوں نے نہیں پڑھائی، ہر جانب آپ کی تدریس کا شہرہ ہونے لگا دورونزدیک سے طالبان علم اپنی علمی و فنی پیاس بجھانے کیلیئے جوق درجوق آپ کے مقام تدریس کی طرف کھچے چلے آئے۔

اور انکے زمانہ تدریس میں ہی اہل دل ان سے محبت کا دامن بھرتے اور وہ اہل مطالعہ و کئی صاحب دل لوگوں کیلیئے مرجع کی حیثیت رکھتے، کسی بھی محقق کو کسی قدیمی کتاب، قصیدے یا شعر یا کسی مخطوطے کے متعلق پوچھنا ہوتا تو ان کے پاس حاضر ہوتے۔

ایک واقعہ:

اکثر یہ بات سناتے کہ میں صرف کی کلاس پڑھا رہا تھا کہ عام سی دھوتی اور کرتے میں ملبوس سر پر سادی سی دستار رکھے ایک بزرگ آوارد ہوئے، میں نے سلام دعا کی اور آنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ میں ایک کتاب ڈھونڈ رہا ہوں وہ نہیں مل رہی، کتاب تو میرے علم میں ہے کہ نایاب ہے مگر

میرا کام فقط اس عبارت سے ہے اگر یہ کہیں اور مل جائے تو میرا کام ہو جائے گا۔ استاذ صاحب نے فرمایا کہ اُن کے عبارت پڑھنے کے انداز سے ہی میں سمجھ گیا کہ یہ کوئی عام آدمی نہیں میں نے فوراً اپنا مصلّٰی چھوڑ دیا اور ساتھ بٹھایا عبارت پر گفتگو کی اور ان کی مکمل تسلّی اور تشفّی ہو گئی تو پھر نام پوچھا تو فرمایا مجھے "محمد افضل فقیر" کہتے ہیں۔

صوفی محمد افضل فقیر کوئی عام آدمی نہیں وہ عصر حاضر کے بہت بڑے ادیب، صوفی اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم میں مقبول شاعر تھے انکی شعری ثقاہت کا یہ عالم تھا کہ محترم حفیظ تائب، حضرت پیر نصیر الدین نصیر (گولڑہ شریف) ایسے بڑے بڑے لوگ بھی کئی کئی راتیں جاگ کر ان سے اپنی شاعری کی اصلاح لیا کرتے۔

استاذ گرامی کی ان سے محبت و عقیدت کا یہ عالم تھا کہ ہمیشہ ان کا یہ شعر پڑھتے۔

جب روح مری نکلی پیراہن خاکی سے

وہ میرا فقیر آیا روضے سے ندا آئی

(جانِ جہاں،27)

(استاذ گرامی اس میں کچھ ترمیم کر کے پڑھتے کہ جب روح میرے پیراہن خاکی سے نکلی۔۔ تو روضے سے آواز آئی وہ میرا فقیر آیا)

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب سے محبت:

حدیث پاک سے استدلال میں وہ سب سے زیادہ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی سے متاثر تھے فرمایا: ایک دن ہم غزالی زماں کی مجلس میں حاضر تھے تو وہ فرمانے لگے کہ مولانا! مجھے اللہ نے حدیث کے باب میں اتنا نوازا ہے کہ اگر پانچ صد لوگ لکھنے والے ہوں تو میں بغیر کسی وقفے اور بغیر کوئی کتاب کھولے چھ ماہ مسلسل لکھو اسکتا ہوں۔

ایک دفعہ فرمایا میری آنکھوں دیکھا واقعہ ہے کہ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے سالانہ جلسے میں کسی نے نبی اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے علم غیب پر ایک اعتراض کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو اگر علم غیب ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم غالبا حضرت سعد بن معاذ کا نام لیا تھا، ان کے معاملے میں فیصلہ گواہی کو دیکھ کر نہیں بلکہ علم غیب پر فرماتے، جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے تو شہادت کی بنیاد پر فیصلہ فرمایا جو کہ خلاف واقعہ تھا۔

تو حضرت غزالی زماں نے بہت علمی گفتگو فرمائی کہ یہ فیصلہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا آپ کے علم غیب کی نفی نہیں بلکہ منصب قضا کی عظمت ہے کہ آپ نے جانتے ہوئے بھی گواہوں کو رد نہیں کیا اور یہی قاضی کا کام ہے وہ اپنے علم کی بنیاد پر نہیں، شہادت کے قانون کے مطابق فیصلہ کرے ورنہ ہر قاضی اپنے علم کی بنیاد پر فیصلے کرنا شروع کر دیتا۔

یہی وجہ تھی کہ وہ حضرت غزالی زماں سے بہت عقیدت رکھتے۔

نوٹ !(اگر حدیث یا استدلال میں کوئی کمی بیشی ہو تو وہ میری کوتاہی ہے استاذ گرامی نے جو سنایا تھا وہ حافظے کی بنیاد پر میں نے لکھ دیا اگر کوئی کمی بیشی ہوئی تو معافی کا خواستگار ہوں)

محافظ ناموس صحابہ:

اسی طرح درج ذیل حدیث پر ہمارا سبق تھا۔

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ الْأَسْلَمِيُّ إِلَى نَبِيِّ اللهِ فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَنَّهُ أَصَابَ امْرَأَةً حَرَامًا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ فَأَقْبَلَ فِي الْخَامِسَةِ فَقَالَ أَنِكْتَهَا ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ حَتَّى غَابَ ذَلِكَ مِنْكَ فِي ذَلِكَ مِنْهَا قَالَ: نَعَمْ قَالَ كَمَا يَغِيبُ الْمِرْوَدُ فِي الْمُكْحُلَةِ وَالرِّشَاءُ فِي الْبِئْرِ ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا الزِّنَا ؟ قَالَ: نَعَمْ أَتَيْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ حَلَالًا قَالَ فَمَا تُرِيدُ بِهَذَا الْقَوْلِ قَالَ: أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَسَمِعَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: انْظُرْ إِلَى هَذَا الَّذِي سَتَرَ اللهُ عَلَيْهِ فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهُ حَتَّى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ فَسَكَتَ عَنْهُمَا ثُمَّ

سَارَ سَاعَةً حَتَّى مَرَّ بِجِيفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ برجلِهِ فَقَالَ أينَ فلانٌ وفلانٌ ﷺ فَقَالَا نَحْنُ ذَانِ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ انْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيفَةِ هَذَا الْحِمَارِ فَقَالَا: يَا نَبِيَّ اللهِ مَنْ يَأْكُلُ مِنْ هَذَا ﷺ قَالَ فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عَرْضِ أَخِيكُمَا آنِفًا أَشَدُّ مِنْ أَكْلٍ مِنْهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ الْآنَ لَفِي أنهارِ الجنَّةِ ينغمسُ فِيهَا"

(أَبُودَاوُد4428)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک اسلمی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اپنی ذات پر چار بار گواہی دی کہ انہوں نے ایک عورت سے حرام کیا، اس پر ہر دفعہ ان سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چہرہ پھیرتے رہے، پانچویں بار میں متوجہ ہوئے تو فرمایا کہ کیا تو نے اس سے صحبت کی؟ بولے ہاں فرمایا حتی کہ تیرا یہ اس عورت کی اس میں غائب ہو گیا؟ بولے ہاں فرمایا جیسے سلائی سرمہ دانی میں اور رسی کنویں میں غائب ہو جاتی ہے؟ بولے ہاں فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ زنا کیا ہے؟ فرمایا ہاں

میں نے اس سے وہ کام حرام کیا ہے جو خاوند اپنی بیوی سے حلال کرتا ہے فرمایا تم اس سے چاہتے کیا ہو؟ عرض کیا یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک فرمادیں تب آپ نے حکم دیا وہ رجم کیے گئے پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے دو شخصوں کو سنا ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا اسے تو دیکھو جس کی اللہ نے پردہ پوشی فرمائی تھی مگر اس نے اپنے کو نہ چھوڑا حتی کہ کتے کی سنگساری کی طرح رجم کیا گیا، حضور انور اولًا دونوں سے خاموش رہے پھر گھڑی بھر چلے حتی کہ مردار گدھے پر گزرے جو ٹانگ اٹھائے تھا تو فرمایا فلاں فلاں کہاں ہیں وہ بولے یارسول اللہ ہم یہ ہیں تو فرمایا کہ اترو اور اس مردار گدھے میں سے کھاؤ، انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ اسے کون کھاتا ہے فرمایا کہ تم نے جو اپنے بھائی کی آبرو ریزی ابھی کی وہ اس میں سے کھالینے سے زیادہ بری ہے، اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ اب جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔

خلاف معمول تشریحِ حدیث سے قبل ایک طویل گفتگو فرمائی، اس حدیث کے سارے طرق اور یہ کہ پورے صحاح ستہ و دیگر کتب حدیث میں کہاں کہاں موجود ہے، خود سنن ابی داود میں کہاں کہاں کس کس لفظ کے ساتھ واقع ہے اور پھر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نفاذ حد کے وقت مسجد میں پریشانی کے عالم میں ٹہل رہے ہیں پوچھنے پر فرمایا کہ وہ رب کی قضا ہے اور یہ میری ان کیلئے محبت ہے اور "لقد تاب توبۃ لقسمت علی الارض لوسعتھم" پر مکمل گفتگو فرمائی اور طلباء کے ذہن میں یہ بات راسخ کی کہ کبھی بھول کر بھی کسی صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے متعلق ذہن میں غلط خیال مت لانا ورنہ اپنے اعمال ضائع کر بیٹھو گے اور یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کوئی عام ہستیاں نہیں بلکہ رب قدیر نے پوری مخلوق کے دل چیک کیے پھر ان میں سے جو بہترین دل تھے انکا انتخاب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے صحابہ کے طور پر کیا۔ ساتھ یہ مصرع دہراتے۔

دہد عشق احمد بندہ چنیدہ خود را

فرمانے لگے میں اپنے پیر صاحب کے پاس بیٹھا ہوتا ہوں تو سانس لینا بھی مشکل ہوتا ہے اور وہ تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صحبت پاک میں تھے تو پھر کیسے یہ سب ہو گیا؟

فرمانے لگے جھلے او صحابہ کرام وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہوں نے صرف تبلیغ و اشاعت اسلام کیلئے ہی قربانیاں نہیں دیں بلکہ انہوں نے دین اسلام کے نفاذ کیلئے بھی قربانیاں دی ہیں تاکہ کل کوئی یہ نہ کہے کہ اسلام کے قوانین اتنے اہم تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خود نافذ کیوں نہ فرمائے یہ انکی قربانیاں ہیں کہ اسلام پر کوئی بندہ سوال نہیں اٹھا سکتا۔

تعظیمِ جگر پارہ مصطفیٰ ﷺ:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی، فرماتے تھے کہ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی کے سامنے کسی نے کہا سیدہ فاطمہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بیٹی، تو انہوں

نے ٹوک دیا کہ بیٹی نہ کہا جائے یہ عام لفظ ہے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی شہزادی ہیں۔

فرماتے کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو الفاظ کی بات ہے فاضل بریلوی نے فتاویٰ رضویہ کی اٹھائیسویں جلد میں کہا ہے خصوص کا انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جائے گا۔

آج کل سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ذات اقدس موضوع سخن ہے، ہمارے استاذ گرامی تعظیم و توقیر کی ٹکسال میں ڈھلے ایک خوبصورت انسان تھے درج ذیل حدیث پاک پر گفتگو فرمائی تو حیران کر دیا۔

"عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أُسَامَةَ، كَلَّمَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي امْرَأَةٍ فَقَالَ : إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُقِيمُونَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيعِ، وَيَتْرُكُونَ الشَّرِيفَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ فَاطِمَةُ فَعَلَتْ ذَلِكَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا"(بخاری،6787)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے ایک عورت کی

(جس پر حد کا مقدمہ ہونے والا تھا) سفارش کی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے کے لوگ اس لیے ہلاک ہوگئے کہ وہ کمزوروں پر تو حد قائم کرتے اور بلند مرتبہ لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ایسا کرتیں تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

تو اس حدیث پر فرماتے کہ لفظ چوری نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کیلئے نہیں فرمایا تو ہم کیوں استعمال کرتے ہیں بس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خلاف فطرت کام کرتیں تو میں اللہ کا حکم نافذ کرتا، ورنہ سیدہ فاطمہ کی فطرت میں پاکیزگی ہی پاکیزگی ہے۔

فرماتے تھے کہ حضرت کاظمی شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کیلئے یہ کہنا جائز نہیں کہ حضور نے کسی کیلئے بد دعا فرمائی بلکہ یہ کہا جائے کہ دعاء ضرر فرمائی، جب حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی طرف لفظ بد کی نسبت جائز نہیں تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کی طرف چوری کی نسبت کیسے جائز ہو سکتی ہے۔

اسلامی ہیروز سے محبت:

صحابہ کرام کے بعد اسلامی ہیروز میں سلطان صلاح الدین ایوبی، نورالدین زنگی اور سلطان محمود غزنوی سے انہیں بہت پیار تھا اور وہ انہیں اپنا ہیرو اور رول ماڈل سمجھتے، اور اپنی تقاریر میں فتح بیت المقدس اور سلطان نور الدین زنگی کے اس منبر اور اس پر پڑھے جانے والے پہلے خطبے کا ذکر بہت والہانہ انداز سے کرتے تھے، یہ وہ منبر ہے جو سلطان نورالدین محمود بن زنگی نے فتح بیت المقدس سے تیس برس پیشتر اس عظیم الشان مسجد میں رکھنے اور بعد فتح اس پر خطبہ پڑھے جانے کے لیے نہایت اعلیٰ صنعت اور کاریگری سے بڑے بڑے صناعوں (کاریگروں) کی عرصہ دراز کی محنت اور صَرف زر کثیر کے بعد بنوایا تھا اور اس کو اپنے خزانے میں محفوظ رکھا تھا کہ جب میں بیت المقدس فتح کرونگا تو اسے اس محراب کی زینت بنا کر اپنا دل ٹھنڈا

کروں گا لیکن سلطان رحمہ اللہ کی حیات میں ان کی یہ آرزو فتح بیت المقدس پوری نا ہوئی اور منبر اسی طرح پڑا رہ گیا، سلطان صلاح الدین نے اس کو منگوا بھیجا اور مسجد اقصیٰ کے محراب میں رکھوا کر بزرگ نورالدین کی تمنا کو پورا کیا۔

دورانِ خطاب اپنے استاذ سے اصلاح کروانے کا ایک واقعہ:

ایک پروگرام میں دوران خطاب فاضل بریلی کا یہ شعر پڑھا

آب دُرِ دندان سے عدن ڈوب گیا
رشک لب لعلیں سے یمن ڈوب گیا

اور فرمایا کہ یہ رباعیات ہیں جو حدائق بخشش میں شامل ہیں اور جب "لعلیں" پڑھا تو لعَلیں (لام کے زبر کے ساتھ) پڑھا اور کہا استاذ جی (قبلہ شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی) یہ واحد لفظ ہے حدائق بخشش کا جس کے تلفظ پہ متردد ہوا ہوں اس کا درست تلفظ کیا ہو گا؟ اس لیے پڑھ دیا ہے کہ آپ سن کر تصحیح فرما دیں گے۔

میں نقابت کر رہا تھا شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا کہ جاؤ اندر سے حدائق بخشش اٹھالاؤ اور پروگرام بھی ان کے کمرے کے باہر ہی ہوتا ہے میں نے کتاب پیش کی تو مجھے فرمایا کہ ادھر مجھے دے میں ڈھونڈ دوں یہ ہے کہاں؟ پھر وہ صفحہ تلاش کر کے شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں پیش کیا تو پھر انہوں نے تصحیح فرمائی کہ یہ لفظ "لعلِیں" ہے

اس شعر کے ساتھ وہ تاجدار گولڑہ پیر سیدنا مہر علی شاہ صاحب کا کلام مکس کر کے پڑھتے اور کمال کر دیتے۔

ساتھ فرمانے لگے کہ پریشان کیوں ہونا ہے یہ بڑے لوگ جو موجود ہیں تو ان کے ہوتے ہوئے ہم کیوں اِدھر اُدھر دیکھیں ساتھ طلباء سے یہی باتیں کیں کہ ایسے مواقع غنیمت جانیں کہ ایسے ایسے علم کے جبال (پہاڑ) موجود ہیں ورنہ تو ہمارے پاس کچھ بھی نہ بچے۔

دوسری جانب قبلہ شیخ الحدیث صاحب بھی ان سے بہت محبت کرتے اور ان کی کئی باتیں اکثر دہرایا بھی کرتے کہ یہ جب پہلے

دن جامعہ میں داخلہ لینے آئے تو انہوں نے اپنے والد گرامی کا نام لعل خان لکھتے ہوئے لعل کو "لال" لکھا تو میں نے درست کروایا پھر فرماتے کہ وہی بچہ محنت کرتے کرتے صرف کا امام بن گیا اور تعلیلات کا مصنف بن گیا۔

بیعت و خلافت:

روحانیت و طریقت میں علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ محمد عبد الواحد لمعروف حاجی پیر کالا دیو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جہلم) سے مرید تھے۔

اپنے پیر و مرشد قبلہ حاجی پیر صاحب علیہ الرحمہ سے عقیدت:

اپنے اساتذہ کرام کے علاوہ جس شخصیت کے ساتھ انہیں سب سے زیادہ عقیدت و محبت تھی وہ انکے مرشد گرامی حضرت قبلہ حاجی پیر صاحب تھے انہیں حاجی پیر صاحب سے بے پناہ عقیدت تھی۔ انکا ذکر خیر بھی کثرت سے کرتے اور ہمیشہ اپنی نسبت پر مسرتوں کا اظہار کرتے، اپنی دونوں کتب کا انتساب بھی انہی کے

نام کیا۔ ایک مجلس میں کسی نے ان کے سامنے قبلہ حاجی پیر صاحب قدس اللہ سرہ اور آپ کے برادر اصغر قبلہ جناب پیر زاہد صاحب مدظلہ کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا اور چھوٹے جناب جی نے یہ فرمایا۔ آپ یہ سن کر اس سنگی پر بڑے برہم ہوئے۔ کہنے لگے جھلے آوہ آپس میں چھوٹے بڑے ہوں گے لیکن ہمارے لیے برابر ہیں۔ کسی سنگی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان میں تفاوت کرتا پھرے۔ جس طرح قبلہ حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ ہیں، اسی طرح جناب پیر زاہد صاحب مدظلہ بھی ہمارے شیخ ہیں۔

کچھ احباب استاذ گرامی کی سخت گوئی پر چیں بجبیں رہے لیکن لفظوں کے پرستار شاید ہی سمجھ پائیں کہ رزم حق و باطل میں فولاد بننا پڑتا ہے۔

ان کے ہاتھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ڈنڈا ہے:

قبلہ حاجی پیر صاحب قدس سرہ نے ایک دفعہ ان کے بارے میں فرمایا:

ان کو اللہ کریم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ والا ڈنڈا (درہ) عطا فرمایا ہوا ہے۔ ان کی باتوں میں وزن اور ان کے لہجے میں رعب ہے اور لوگ بھی ان کی سنتے ہیں۔

بڑے پیمانے پر ان کی پزیرائی تو ایک عرصے کے بعد ہوئی لیکن شیخ کامل کی نگاہیں بہت بعد کا منظر بہت پہلے دیکھ رہی تھی۔

تقدیر امم کیا ہے کچھ کہہ نہیں سکتا
ہو مومن کی فراست تو کافی ہے اشارہ

تحریکی کام کا آغاز:

ان واقعات کے بعد استاذ گرامی کی زندگی میں ایک بہت بڑی تبدیلی رونما ہوئی جیسے انہیں کوئی خاص روحانی طاقت دے دی گئی ہو اور انہیں کوئی خاص کام سونپ دیا گیا ہو اور ایک ایسا جانکاہ حادثہ بھی

ہو گیا جس نے طول و عرض کے مسلمانوں کو ہلا کر رکھ دیا اور یوں استاذ گرامی نے ضرب یضرب کی دنیا سے اس خار دار وادی میں قدم رکھ دیئے۔ حالانکہ وہ کام بھی سہل نہ تھا جب نئے سال کا آغاز ہوتا تو وہ عامر عثمانی کا یہ شعر کچھ تصرف کے ساتھ پڑھا کرتے۔

یہ قدم قدم بلائیں یہ سواد کوئے جاناں

وہ یہیں سے لوٹ جائے جسے زندگی ہو پیاری

مگر اس سے کہیں زیادہ آزمائشیں اور تلاطم اس وادی میں تھا جس میں اب وہ اتر رہے تھے۔

عامر عثمانی کی اسی غزل کا شعر ہے کہ

ہمیں آخرت میں عامرؔ وہی عمر کام آئی

جسے کہہ رہی تھی دنیا غم عشق میں گنوادی

اس وادی میں جب انہوں نے قدم رکھا پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا بارہا جیل جانا پڑا تشدد برداشت کیا مگر نہ انکے حوصلے پست ہوئے اور نہ کبھی معذوری آڑے آئی وہ ہمیشہ ثابت قدم رہے اور بلکہ ''یہ تو

چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے'' کے مصداق وہ ہر بار ایک نئے جذبے کے ساتھ ان مشکلات کا سامنا کرتے نظر آئے اور ایک ہی بات کرتے کہ ''انج وی سجن واہ واہ، اُنج وی سجن واہ واہ''۔

(از قلم علامہ طاہر عزیز، باروی زید شرفہ، ناروے)

سرپرست وامیر:

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دو عشروں کچھ زائد عرصہ جامعہ نظامیہ لاہور میں تدریس کرتے رہے۔ اس کے علاوہ فدایان ختم نبوت پاکستان اور مجلس علمائے نظامیہ کے مرکزی امیر رہے۔ دار العلوم انجمن نعمانیہ سمیت کئی مدارس، تنظیمات اور اداروں کے سرپرست و نگران رہے۔

معذوری:

2009میں پیش آنے والے ایک حادثے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معذور ہو گئے اور وہیل چیئر تک محدود ہو گئے تھے۔ واقعہ کچھ یوں ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بھائی امیر

حسین رضوی گاؤں میں مسجد تعمیر کروا رہے تھے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سلسلے میں 2009 میں اپنے گاؤں جانے کے لیے سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں ایک ڈرائیور کو نیند آگئی اور ایک موڑ سے گاڑی نیچے جا گری، اس حادثے میں امیر عزیمت علامہ خادم حسین رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر اور ریڑھ کی ہڈی پہ شدید چوٹیں آئیں جس کے باعث آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم کا نچلا حصہ معذور ہو گیا۔

اولادِ امجاد:

امیر عزیمت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی اپنے چچا کی بیٹی سے ہوئی جو آپ کے والد لعل خان نے رشتہ پسند کیا تھا۔ 1993ء میں محکمہ اوقاف میں خطیب کی ملازمت کے بعد یہ شادی ہوئی۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ بیٹوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(1): حافظ محمد سعد حسین رضوی (امیر تحریک لبیک پاکستان)

(2): حافظ محمد انس رضوی۔

دونوں بیٹے حافظ قرآن ہیں اور درس نظامی کا کورس بھی کر رہے ہیں۔

تصنیفات:

(1): تیسیر ابواب الصرف۔

(2): تعلیلات خادمیہ۔

دعا:

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر بابا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیضان جاری فرمائے اور آپ کی قائم کی ہوئی تحریک، تحریک لبیک پاکستان کو اللہ تعالیٰ عروج عطا فرمائی اور آنے والے وزیر اعظم قبلہ حافظ سعد حسین رضوی زید شرفہ ہوں، آمین یارب العالمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔